رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO. A. 783



M B. Ilias Anwar — مستان المطابع پریس لکھنؤ میں باہتمام ... حسین ... ایڈیٹر چھپ کر شائع ہوا — Director Lucknow

قیمت فی پرچہ ۲/

اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کا عطر حنا خاص ترکیب سے بنتا ہے

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ ڈاک کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ مانگنے والوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں اور دوسرے پرچوں میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب یا مذاق کے موافق معلوم ہوں تو ہم ہفتہ کے اندر ہی تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ انگیز شالبلاست۔ بندہ پرور ایک مشہور و کہنہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو اُنھیں لازم ہے کہ پانچ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروائیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں۔ مذہب یا نادارای یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں کافور ہو جاتا ہے لیکن بیشمار ہو کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار شکایت نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو تقاضے پر بنیاد مسند مینیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں نا لوٹش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

* الطعمہ جبرات ما مجرب کے لیے بچوں کی بیماری ہو جبکہ حکیم صاحب چار دوروم خاص سے تیار کرتے گھر جاسکتیں ایک غنیمت جانئے۔ کیجیے۔ اگر ہو تو دستور ... لیجیے۔ قیمت مع محصول ڈاک ... سید قاسم دفتر اخبار ...

* الطعمہ حیرت کے استعمال کا طریقہ زیادہ مہم ساہے مفصل اشتہار صفحہ ۲ و ۱۱ کے درمیان ضمیمہ میں ملاحظہ ہو۔

جلد ۱۳ نمبر ۲

مضامین ــــــ

بابت ۱۳ فروری ۱۸۷۹ء

——o——

... ایک مثنوی کے مصنف حضرت ... جو نام گرامی یا تخلص کے اشتہار پر خاموش ... نہ کی خواہش ... ہم جاتے ہیں ... ان کا ... اس کو ... دعا فرمائیں ... پنچ کو ... اشاعت میں ...

آم کھانا ہے مطلب دل ... پیڑ گننے سے کیا ہے سروکار

(ایڈیٹر)

عشق مجازی کا جوش دیکھ کے خاموش ہو
نام و تخلص شاد کا ہے کو روپوش ہو

دیا اپنچ مصلح الاقوام / تھا ضمیمہ میں نام کا کیا کام
کیا کہا صرف اسی کو دیکھیں سب / کون کہتا ہے اس سے کیا مطلب
مثنوی میں نے جو لکھی تھی فضول / لکھنؤ میں وہ ہوگی کیا مقبول
اور اگر پوچھے کوئی ذات شریف / آپ کہہ دیجئے ایک شخص ظریف
دل لگی باز قوم کا تحفہ اور / پنچ کا مخلص اور ... نگار
جز ظرافت کا پہنے ہے جامہ / وا عظی بے عبا و عمامہ
فکر نام و نمود سے غافل / فقط اس قول پر ہے عامل
دست آئنست کان ... / ... آئینہ ... گوید
مگر چون شانہ ... زبان / ... گوید

گر شہرت ہوس داری اسیر دام عزلت شو
کہ در پرواز دارد گوشہ گیری نام عنقا را

——o——

شیشہ کنسلم و

نمبر ۲

(تتمہ ۶ فروری ۱۸۷۹ء)

نئے شغل سے ساقیا ہر گھڑی / کہ ہے جیب خالی درم ہے نہ دام
ادھر دیکھ دو باب ہوم گھلا / گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کا
دو آگئے یہاں حضرت ... / ... اسے اسے ...
نئے دن نئی ... / ترے ملک کی شامت آئی ... دیکھ

رہی جھگڑتی نیشنل کانگریس / کہ بس جا بجا بس ...
ہمارا نہ دو سانا ... کا ساتھ / ملو دوہی قرت میاں اپنے ہاتھ
یہ کہتے ہیں ہم ہیں طبیب مرض / مگر ہیں یہ در اصل اہل غرض
یہاں آ ہیں گے اور وہاں جائینگے / یہ بس اپنی لے کر عوا گائیں گے
سنا حال ... نے ... کا / ... کے نسخہ اک لکھ دیا
وہ نسخہ کیا ... گھر کی جہ / ... بیمار ... دردمند
نہ بیمار ہی نے بلایا انہیں / نہ کوئی عزیز اسکا لایا انہیں
نہیں کوئی ... نسب کی حد / یہ بیمار کے ساتھ ہے ان کو کد
... دن میں کاڈاکٹر / وہ ... کوئی
عجب شان ان کی طبابت کی ہے / سنو بھائیو بات غیرت کی ہے
نہ ... ان کے قریب / ... زرا لے طبیب
ابھی ... پیچھے ... / تو ... ہیں ...
مگر اس بیماری کی ... کرن / ... ہیں
... ہمارا ... / ... کا اک ...
کوئی ... / ... کوئی
جدا ... ہر اک کا ہے ... / ... تو وہ مار دا
یہ کہتا ہے کوئی کہ ... حضور / مرے حق میں ... نہ کیجے قصور
... رفت / ... رفت
جو ... ہے / تو ... کر ... ہے
بتا دیجئے ... کوئی اب ... / ... کا ...
یہاں تو ... نقصان ... / ... آہ
نہیں ... سے ... غرض / ... مرض
ابھی کیجئے ... بندوبست / ... شکست
... دیجئے / ... لیجئے
یہ وقت ... اگر ... ہو / ... کی شکوہ ہو
کسی کو ... کا کیوں قلق / ... حق
جو نسخہ ... نہ ... / ... بسا
پڑا ... / ... حریف
کوئی دست بستہ ... / ... کمیشن کے ... غرض
یہ پہلی ... ہے سن لیجئے / ... کیجئے
... کی ... یہاں / تو ... زمان
... کو پھر / ... حکومت کو پھر
جو ہندو ... کبھی سرکشی / ... ان کی کبھی
مسلمان سب ... کا ساتھ / ہم ... گے ہاتھ
جو ... مسلم ... / تو ... ہند ...

کہتی گرچہ اس پہ بھی طغیان کی موج
ٹوٹے گی سدا اُن کے گوروں کی فوج
سوا اسکے ہے یہ بھی اک خاص اد
کہ ہے سرحدوں کی حفاظت بجا
سپاہ ان دنوں ہندی ہر گز کی ساتھ
تو زور سے بڑھاویں اُدھر اپنا ہاتھ
تجارت پہ مائل جو ہوں یہ نہاد
نہ سادہ دلی سے کرنے نہ پائیں فساد
مزا دل سے حوالہ پہ گوری کی فوج
سکتا ہو جس طرح ذوحیہ مدوج
کہ آدھے کا حاصل میں سب گورے ہے
اور آدھے کا حاصل میں لشکر رہے
اطاعت کرائے تجارت شاہ سے
وہیت پائے آنسی اگر خون بہائے
غرض ہو جو لندن میں نسل فضول
کرے نوبی عہدے وہ حتما قبول
جو فوجی معارف سے کچھ بچ رہے
تو سی ایس کو اس کی تہائی ملے
بچا اس سے بچے کچھ وہ پنشن میں جائے
کہ باسی بچے کیوں نہیں ہے کنگ کھائے
گزارش یہ بندے کی ہے دوسری
اسے سنیے حالانکہ ہے بے سری
جو ریفلیکشن کا قانون ہے
حکومت کی قوت کی معجون ہے
۔ ہے بیون کا تیون ایکٹ میں برقرار
شد ترمیم جو اس میں کچھ زینہار
جو اس میں ذرا بھی تغیر ہوا
سمجھے کہ خونی تدبر ہوا
غلاموں کی جانوں پہ بن جائے گی
سیاسی جانوروں کی بن آئے گی
یہ ڈالیں گے ہم سب پہ ایسا دباؤ
نہ باجا بجے گا نہ گائے کا داؤ
نرالے قوانین بنائیں گے یہ
ہم اہل وفا کو ستائیں گے یہ

گزارش ہے سسن بیجے تیسری
کہ تقسیم صنعت نہ دیجئے کبھی
کہ صنعت سے ہے بچ گوروں کو ذوق
وہ صنعت سے لے جائیں گے ہم سے فوق
جو تقسیم ہے آجکل لارڈ کا
ہے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی
بڑھتے جاتے ہیں ہمت اب کچھ بھی
پکڑے گئے
جو تقسیمی حالت مساوی رہے
تو ہندو نہ مسلم پہ حاوی رہے



وہ سب دوڑیں ہم جیتیں جیتیں چلیں
مگر پھر بھی قسمت برابر سے لیں
وہ ہر ایک شیشے میں جا میں کھپائیں
کریں کچھ نہ ہم پھر بھی حصہ بٹائیں
بڑا مانا یہ کونسل اپنا ہے انتخاب
بڑھیں گے کھلیں گے تو ہوں گے خراب
کوئی مارنا اس طرح سے ہے جھک
کہ ہرگز الیکشن نہ ہو مشترک

فسادات مٹ جائیں گے یک قلم
بنا دنیا میں پھر پوچھے جائیں گے ہم
فسادوں کے چلتوں پہ لعنت ملی
کہ کوئی وکالت کی عزت ملی
اصول سیاست نہیں ہم کو یاد
مگر سیکھ لینا ہے میر فساد
جو دریات میں ولیکن ہو لگا ہوا
تو یاروں کی جانب سے جو گا ہوا
بڑے خیرخواری کا اسے کر علم
بچارے وہ نہ گھبراؤ آ پہنچے ہم
تمہاری مصیبت کے ہم ہیں گواہ
ازل سے ہو مظلوم اور بے گناہ
تمہیں مرحلہ سخت دو پیش ہے
پولیس اہل ہمدان کی ہم کیش ہے
نہیں اس ستم کا ٹھکانا کہیں
بچے بھی تمہیں اور بچے بھی تمہیں
نہیں نصرت دین میں قاصر ہیں ہم
تمہاری حفاظت کو حاضر ہیں ہم
کرو ایک جلسہ بڑا سا بپا
بنا رو ہیں اپنا تم پیشوا
تو ہم بھیجیں تمہاری حمایت کریں
کمشنر سے جا کر شکایت کریں
غرض چار باتیں بنانے کے بعد
سنا یہ ہوا خیر بخت سعید
یہ ہندو نوازی یہ اسلامیت
الیکشن کو پہونچا گئی تقویت
جگہ ہم نے اہل فسادات کی لی
شکست سے مجلسی اپنی جسارت کو دی
لے ووٹ ہم کو وہ پھیکی ہوئے
رہے یوں ہی کیوں کہ ہم اسی ہوئے
الیکشن اگر مشترک ہو گیا
تو پھر کون پوچھے گا ہم کو بھلا؟
نہ رکی الیکشن میں مذہب کی ہٹ
تو کونسل میں ہم ایسوں کے لگی چپٹ
بٹھا کے حکومت کو فرضوں سے کام
جو ملت نوازی میں ہو ایک نام

نگاہ کرم کن بحالِ ساقی
کرنا مگر نہ کیسہ حد وہ جائے من

رپورٹ اس شہادت سے ختم ہوئی
مصیبت کٹی رنج جو کم ہوئی

ابھی ایسے دن بیمار تھا جو ہوا
قلی کا مگر بس جان چلا ہیں کیوں

شراب دور ساغر کا ساقی لائے گے
نتیجہ تو پہلے ہی ہم کہہ چکے

اہل بے تمیزی اپنا خلفشار
عبث ہے سن اپنے تئیں کا انتظار

دلبست و نسیم تا بہ سیر و نسیم
رہے گی غرض عقل لوگوں کی قسم

تعاون کریں آپ یا اپنی کاٹ
یہاں وصفی ہوگی یہیں ہوگا ناٹ

میرے پیارے ساقی ذکر بلقیس اب
کہ ہم بھیا ہے رستوں کو رنج و تعب

پیارے ہیں کالے پانی کا حباب
کہ اب ریتہ ہیں بھی رہے ہم غلام

صدہم کو پہلے پھنسانے لگے
جو حق ہم نے مانگا نکالے گئے

ندر بنے دیا کیپ کا لونی ہیں
نہ حصہ ملا کھیتی ہیں بولی ہیں

پرانی مثل ہے نہیں یہ نئی
نئی بیسویں جا رہیں مندگی

وطن میں جو ذرائے عزت سے
تو غیروں میں کیا اس کی عزت رہے

دعوت میں کیوں آئے اپنی خلل
کہ زور بل یہاں ہے نہ ہے اقبال

جو ہوتا ہمیں بھی حکومت کا زور
تو کالونی والوں کو کردیتے کور

ہم یہاں تو اہل وطن لڑتے ہیں
وہاں ہم ہے جاؤ کے پڑتے ہیں

حکومت کی ہمدردی کرنے کیا فرض
کرے اپنے سر وہ بڑا مرض

یہ لازم ہے ترک تاثیث کریں
پھر یہاں سینکٹے اور ہم آہٹ کریں

ابھی جام لینے ہیں ساقی بہت
کہ رونے کو ہیں دکھڑے باقی بہت

تھا سال گزشتہ پُر از واقعات
مگر سارے افسانے ہیں واہیات

جھالاوانیاں ریاست کا قتل
مگر بیٹھے ان سے یہاں جان بل

کھلا یا پلایا اکارت گیا
نتیجہ ہوا دھرتوں کا برا

کیا پورے حالات پر ہم نے غور
کہ آیا نظر بہ نامہ کا طور

نمک خوان دعوت کا پُر شور ہے
کہ تحقیق و تفتیش کا زور ہے

مہاراجہ صاحب بھرت پور کے
بہت پہلے اپنے تھے اور کچھ

مگر آیا پیچھے ہیں آخر کو جھول
گرے ڈھٹے کے بل وہ کتوں کو کول

اسی طور سے والیِ خیر پور
نوشتوں پہ کرتے تھے بیجا غرور

ابھی اور بھی ہیں کئی چٹکیاں[1]
ہیں بازو میں جیتے نہ جی کنٹیاں

چلے ساقیا جام صہبا کا دور
کہ ہے سب پہ کچھ کچھ ریاست کا جور

جو بٹلر کمیشن نے رد کر دیا
تو سب راز دنیا پہ کھل جائے گا

اُدھر بیٹھا ہوگا کمیشن کا صدر
ستاروں میں جیسے نمایاں ہو بدر

ادھر ہوگا اک عہد ناموں کا ڈھیر
کہ جن کی عبارت میں ہے ایر پھیر

کہیں گے پتہ ہے تو ابلیس کے
خدا جن پہ ہوں دام ابلیس کے

جو قول مساوات ہوگی کہیں
تو فیصلہ منافات ہوگی کہیں

بھرا چلے چلے میں ایسا تضاد
جو ظاہر کرے زور عقل فساد

[1] کبر پیچ میں جنھی کنٹیاں۔

ریاست کہے گی ہیں آزاد ہوں۔
کمیشن کہے گا میں صیاد ہوں۔

کہے گی ادھر روح بے مادہ
بڑھے گا ادھر مادہ حادہ

جو ہوگا یہاں چین میں جیب جیب کا شور
تو ہوگا وہاں علمی لب جیب کا زور

ریاست کی غفلت پکی جائے گی
رعیت کی حالت دشتی جائے گی

گزرے فرد سے اکثر نکلے اطوار کے
نوکری کے رشوت سے بیگار کے

یہ اعمالیوں کا جو دفتر کھلا
تو سمجھ بھائی سویا ہوا

بہت سٹ پٹائیں گے ہز ہائینس
تو آئی عاصیاں را خطا بخش ولس

کہیں گے نصیحت سے ہو کر تنگ
کجا سر برآریم ازیں عار و ننگ

نہیں اب زمیں دو سنے ہمسری
نہ دیکھے میاں کی تکبیر دری

کہاں کے حقوق اور کیسے عہود
کہ تھا اپنے دعووں کا وہی وجود

کمیشن کے دعوے ہیں دل سے قبول
پرانے نوشتے ہیں بالکل فضول

انھیں چاہئے لیتے ہیں ہم کل کے جو عہد
ابھی آپ کر لیجئے تجدید عہد
یہ طوق اطاعت گلے میں پڑا
گیا سر سے سودا مساوات کا
شناسی کی علامت کا نہ پیچ
تو باتوں میں کیوں نکلے کوئی گرہ پیچ
بکھیڑا مساوات کا طے ہوا
تو باقی کمیشن میں پھر کیا رہا
زبردست کی جیب بھر جائیں گے
مشیر کنجڑے بن کے رہ جائیں گے
رعایائے مظلوم کے دل کا کرب
سبے خود سری پہ لگائے گا ضرب
کریں گے مزے جان کے خلعت
نہیں گے وزیر اور بچائیں گے رت
یہ سچ ہے بڑا خوب کھاتا ہے مار
پلا ساقیا بادۂ خوشگوار
نہیں اب ہمارا جہاں سے ہم کو کام
کہ یاد آیا ہے اسی بٹلر کا نام
سن لیجئے وہ قسم کی نہیں خوبیاں
جو حضرت کو پھر کھینچ لایا یہاں
صفات انکی کوئی بیان کیا کرے
وہ جب تک اودھ کے یہ حاکم رہے
امیروں پہ لطف و کرم ان کا تھا
فقیروں سے مطلق نہ تھا واسطہ
بنا یا ہوا نہ جنگل تھا رن
نہ سوچا غریبوں کا رنج و محن
یہ سوجھی انھیں وسعت شہر کی
تو بستی غریبوں کی ویران ہوئی
بنا ان یونیورسٹی خواہ مخواہ
اڑی واہ واہ واہ واہ واہ واہ
وہ ٹھہرے کے مشکل نہ ٹھہر جانا
غریبوں کا دل جس پہ سلگتا ہوا
وہاں سو کے بڑھ ہوئے آپ جب
تو دل کو امیروں کے بیچا لقب
کوئی اپنی قسمت پہ رونے لگا
کوئی جیب میں دان کھونے لگا

بہت دھوم دھامی ہوئی وہ لیتن
نشانی کہیں گئیں منت کی وہ لیتن
مگر یہ کسی کو نہ معلوم تھا
کہ اسراف کا دریا بھی ہے کھلا
ہوا یہ تقاضا بیان عشق کا
کہ ہوا اک بہت تلزات کا
وہ بت جو جو ہر رنگ بخت و طن
حسد سے جیسے دیکھے رشک عشق
گو وہ بھی ہوا ان کا گوندا بھی ہو
وہ اک چلتے پتھر کا ٹیلا بھی ہو
نہ ہو عاشقوں میں وہ ہوتے سر
مگر ڈھو وہ اک شارع عام پر
فراموش کس طرح ہوتا یہ عشق
یہ عاشق نہ تھے عاشقان دمشق
ستایا انھیں آکے جب عشق نے
تو یاد آئے بیچارے وہ عشق سے
بچا تھا بھلا عشق کیونکر نہ ہو
کہ ہے یاں کسانوں کی دولت کا دور
کسانوں کی گردن پہ ہے قرض عشق
کہ جس سے ادا ہوتا ہے فرض عشق
پڑے کال کا عشق پہ کیوں اثر
کہ بے منت خلق ملتا ہے زر
غرض ہو گئی پختہ بنیاد عشق
ہوئی حسب تفصیل ارشاد عشق
پلا ساقیا ہے کے گنتشر پلا
بیا پر رخ صبا کی جشید پلا
دوبارہ ہوئے آپ وارد یہاں
بچے رفیع رنج دل عاشقاں

تصحیح

صفحہ ۲ کے آخری شعر میں "عزم جہاد" کی جگہ "عزم فساد" ہونا چاہیے۔ صفحہ ۴ کالم ۲ میں تیسرا مصرعہ یوں پڑھنا چاہیے۔ مضائقہ ہے جو بیچ تو بن کو رنگ ... صفحہ ۵ کالم ۳ کے آخری شعر میں "مردوں" غلط ہے "مردود" ہی صحیح ہے۔

تبختر کے رنگیں میں آیا جوش
جو چپ سادہ تھا کچھ دنوں سے خموش
وہ چرخی بھی وہ ہوائی اڑی
وہ مستوں پھلجھڑی کی کمائی اڑی
وہ دیکھو وہ ان مال کا چا گیا
وہ سر قلم ستوں کا چکرا گیا
بچارے کرو دیا کہ جیب چوتے ہے
یہ بیمار میں مال اڑائے لوٹا ہے
فقط اسلیئے خوش ہو حضرت کا دل
کریں گے ادا رنگ ناکموں کے بل
تو رنگے بھرکے نہ کچھ پائیں گے
جو بیٹھ بھر پیٹ بھر کے آئیں گے
جو پایا جاتا یہ مال کوئی فقیر
تو ہو جاتا وہ اک امیر کبیر
مثل سچ ہے ساقی نہ کر لیں رنج
کہ زر زر کشد در جہاں گنج گنج
جو ہو شہرت و نام کی جستجو
تو بٹلر کمیٹی میں مل بیٹھ تو
ہم ایسوں کو ہے اس سے کیا غلطی
سنا ہے مگر یہ کہ ابھی نہیں
پڑھا ہے یہ صاحب کے اک بھی بار
کرے خیر خواری کی یہ یادگار
نہ مسرت ہے دست ناصح قبول
ملے گا تجھے اجر حسن عمل

باقی آئندہ

شاعر ارضی و سماوی بر کنار راوی

مولانا پنچ خاکسار ادبار الشعرا کا مزاج نقاد مدت سے آمادہ لعب ہوا تھا۔ حاضر ہوا۔ بغیر تحفہ مجرا قبول نہیں ہوتا یہ حضور کا دستور ہے۔ مگر المسند ور مجبور۔ آج مدت کے بعد راوی کے کنارے جو معروض کی روایت میں فرق تھا کہ ایک کاغذ کی ناؤ ڈوبتی ترتی ناچتی بہادر تیاتی



منھ زور پیاسا

انصاری: اور میری جان دو قدم بڑھ چل۔ میا قریب ہے۔"

مسٹر پنچ: ہاں میاں گگرا الٹی سیدھی کرلو۔ یہ سارا پانی لنڈھائے دیتی ہے۔"

چھیڑ کی تان کیا رسہ کی ہوگی۔ نذکھول کے جو دیکھا ہے تو ایک نظم پائی جس کا عنوان "سکوت معاری" ناریخی رنگ کے لحاظ سے کچھ بھی ہوئی ہے پہلا شعر ملاحظہ ہو فرماتا ہے سہ

سکوت شام میں محو سرود ہے راوی
نہ پوچھ مجھ سے جو ہے کیفیت مرے دل کی

نظر کیا نظر آئی سوکھے دھانوں پانی پڑا۔ ملاحظہ ہونے کا جانا تھا۔ لگے ہاتھوں آپ بھی ٹکٹکی باندھ کے سکوت شام میں محو سرود ہو جائیے۔ میاں راوی خان کوئی جیسے سرود بجا رہے ہیں جن سرود بجے ہوتے تو محو "سرود نوازی" ہو سکتے۔ سرود یا کوئی اور ہے میاں راوی خان کوئی پنجابی رئیس ہیں گر یہ ان سے کیا عجب ہے کہ حیثیت شناس بھی ہوں کیا معنی کہ سرود کا درجہ اہل عرفان میں بہت بلند ہے۔

بہر حال میاں راوی خود سرود ساز ہوں یا سامع مگر محو ہیں اور ضرور ہیں۔ ذکی محویت کا اثر شاعر پر اتنا ہوا کہ فرصت ہے [illegible] عالم بسر نا ملاحظہ ہیں جو ایک نو بہار صنعت ہے نظر آ گئے۔ لہروں کی سلسلہ آہٹ کو سرود سے تعبیر کرنے کی وجہ بھی گو ذکر ہے البتہ ایک وجہ سمجھ میں آتی ہے۔ سرود ساز کی صدا جلتا ایک پاس چھپا ہے۔ "ڈی ڈوں ڈاوں" بولتا ہے آواز میں لوچ نہیں ہوتا۔ خوب سے بجتا ہے بالکل یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیٹ کھا رہا ہے۔ شاید راوی کی لہریں بحالت روانی "ڈوں ڈاوں" بولتی ہوں مگر ابھی تک ہم نے یہ آوازیں سنیں نہیں۔

اگر سرود سے مطلق نغمہ لیں تب بھی "سرود" کی نسبت مبہم ہوگی لیکن حضرت شاعر کی کوئی نظم بربادی عمر اور دوست یا ہوں کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی اس وجہ سے ہم یہاں بھی "سرود" سے ایسا مراد لیتے ہیں۔

دوسرا شعر اس سے بھی زیادہ لطیف ہے فرماتے ہیں سہ

پیام سجدہ کا یہ زیر و بم ہوا مجھ کو
جہان تمام سواد حرم ہوا مجھ کو

یہ سجدہ بھی عجیب ہوں گے جنہیں نماز نہیں [illegible]

[illegible] کہنا ہے اور آگے کی پیام سجدہ ہے تو زیر و بم

ہو جاتا ہے پھر زیر و بم بھی کیسا؟ تمام جہان کو سواد حرم بنا دینے والا۔

اب رہ گئے دونوں بھٹکے۔ تو یہ خود مطلع شعر میں بیٹھے کیا کر رہے ہیں۔ آپ کو واشگاف دی ہیں نظر کی طرح ہے۔ حرم کا زیر و بم یا پیام سجدہ وغیرہ آفرین۔ نرالی ترکیب اور عجیب اجتہاد ہے۔ سجدہ دشمنانہ سمجھ میں آیا۔ راوی کا سرود سن کے تو یہ حال ہوا اگر ستلج بیاس چناب جہلم کا ترک سنتے تو شاید زنجیر [illegible] نظر آتی۔ تمام رقص رکوع کرتے کرتے دشمنوں کی جان پر بن جاتی۔

سرکنارہ آب رواں کھڑا ہوں میں
خبر نہیں مجھے لیکن کہاں کھڑا ہوں میں

ایک شخص کے دامن میں دس انڈے تھے اس نے اپنے دوست سے کہا کہ بھائی اگر تو بتا دے کہ میرے دامن میں کیا ہے تو سب انڈے تجھے دیدوں۔ اور جو یہ بتا دے کہ ہیں کتنے تو دانش دسوں کے دسوں تیرے۔ سوال [illegible] تھا سننے والا گھبرا کے کہنے لگا دوست بھائی میں خدا نہیں ہوں جو غیب کی خبر دوں کچھ بتا دو تو شاید بتا دوں۔ اس نے کہا کچھ سفید زرد چیزیں سفید کے اندر ہیں۔ دوست پہیلی بوجھ گئے [illegible] اب معلوم ہو گیا۔ شبہ گاجر یا مولی کے اندر گھسی ہوئی ہیں۔

مذکورہ حکایت ایک امیر کی صحبت میں نقل کی گئی تو وہ بول اٹھے۔ اچھا تو پھر معلوم ہو کہ اس شخص کے دامن میں کیا تھا؟ جناب والا سے آپ کے ایک مصاحب ہنسے اور کہنے لگے خداوند انڈے تھے اور کیا تھا۔ وہ کمبخت کیا سمجھتا۔ یہ ملا ذمہ ہوتا تو جواب دیتا اور انڈے لیتا۔ انڈے والے نے انڈے کا نام بھی لیا اور تعداد بھی بتا دی مگر پھر بھی دوست کی سمجھ نے کرامت ہی کی۔ ہمارے شاعر صاحب بھی سرکنارہ آب رواں کھڑے ہونے کا اظہار فرماتے ہیں مگر پھر بھی بے خبر ہیں کہ کہاں کھڑا ہوں غنیمت ہے کہ کھڑے ہونے کا علم ہے۔

غالب مرحوم نے ایک شعر میں اپنی حیرت کا حال بیان کیا ہے سہ

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

انہوں نے صرف اپنے وجود کی تعیین کی بے بسی کا اپنا ہونا تسلیم کرتے ہیں کہاں ہیں؟ اس سے بے خبر ہیں مگر ہمارے شاعر صاحب کے فرائے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی واقف ہیں اور آنگی تعداد سے بھی مگر یہ نہیں جانتے کہ دامن میں انڈے ہیں اور دس ہیں۔ واہ ری منطق۔

کوئی صاحب اپنے دوست سے ملنے گئے۔ دروازے پر آواز دی۔ صاحب خانہ پہلے تو چپ رہے پھر لڑکی سے کہا کہہ دو گھر میں نہیں ہیں۔ لڑکی تھی زیرک اس نے باہر آ کے جواب دیا: میاں کہتے ہیں کہ وہ نہیں ہیں۔ بھلا بتائیے میں کیوں کہنے لگی کہ میاں گھر میں ہیں۔

واہ ری منطق اور واہ رے حسن تخیل۔

فرماتے ہیں سہ

شراب سرخ سے رنگین ہوا ہے دامن شام
لیے ہے پیر فلک دست رعشہ دار میں جام
عدم کو قافلہ روز تیز گام چلا
شفق نہیں ہے یہ سورج کے پھول ہیں گویا

پہلا شعر شفق کی تعریف میں ہے تو تنہا ہوا آفتاب جام ہے جام کا سرخ عکس شراب ہے شام کے دامن پر یہ شراب پیر فلک [illegible] گر گئی ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ممکن ہو کہ اسی شراب کے ہوا ایک گورنٹ شاعر صاحب [illegible] اقبال نے نوش فرمائے ہوں اور کیا بتائے آپ نہیں [illegible] آب رواں [illegible] کھڑے ہو کے بے خبر ہو گئے ہوں لیکن یہ سورج کے پھول کیا بلا ہیں [illegible] سورج کی چاندنی [illegible] بکھری رہی ہے۔ کیا معنی کہ سرخ زرد اور [illegible] ان کی ترتیب [illegible] پھول [illegible] تو شعر کا مطلب [illegible] سورج کوئی درخت نہیں [illegible] پر تمام ہے [illegible] روز کا قافلہ عدم کی طرف جا [illegible] اور میاں سورج [illegible] پھول [illegible]

اس مطلب کا حسن ہمارے خیال میں نہیں آتا۔ غالباً کہ ادب لطیف کی گل فشانی کو اور شوخی لطیفہ واعد کر جو سرو کا پھول بنتے ہی صبح کامنت میں گئی۔

کہا ہے ہیں وہ عظمت زوالِ تنہائی
مثالِ خواب گئے شمس و ارجمند تائی
فسانۂ ستم انقلاب ہے ہر محل
کوئی زبان سلف کی کتاب پر محل

گل زبان موزون شعروں کی ٹھیک نہیں ہے مگر خیر یونہی سہی۔

مقام کیا ہے سرود خروش ہے گویا
ٹھہرو! ہے انجمن بے خروش ہے گویا

خدا کی مار اس سرود و مضمون پر جہاں دیکھیے جو ہے۔ کسی کا قول ہے کہ جب فنون لطیفہ میں صنف دقت جاری ہو چکا ہے۔ ہم اس روایت کو ضعیف خیال کرتے تھے مگر جناب علامہ ڈاکٹر کی نظمیں دیکھ کے یقین کرنا پڑا۔ کم از کم جناب ممدوح کی شاعری ضرور موسیقی کی مین ہے بغیر ڈفلی طبلے ڈھولک کے پتا نہیں ہلتی۔ قدم آگے نہیں بڑھتا ہی۔ "خواب گئے شمس و ارجمند تائی" میں بھی کمبخت سرود گھس پڑا۔ ہمیں چاہتا ہے اس مضمون کو وقت بچا کے جرم میں گرفتار کروا دیجئے۔ رہا یہ کہ ایک شعر انجمن ہو گیا تو ہو سکتا ہے بچے میں پھول میں شامل ہیں خیال ہے ونقل ہے سب مل کے انجمن ہو سکتے ہیں۔ سچ ہے انجمن شعر نہ ہوگی تو اور کون چیز ہوگی۔ اچھی شاعری ہے جس میں نہ الفاظ اپنے معانی کے محتاج ہیں نہ معانی اپنے متعلقات کے۔ نظم ہے اور ایک خدائے سخن کی نظم ہے۔ اُسے اختیار ہے کہ اسی نظم میں آگے چل کر سرود بجائے بامضرب کے لازم ہیں شراب زیر و بم سرود اور انجمن کا خروش ارشاد ہوتا ہے سے

رواں ہے سینۂ دریا پہ اک سفینۂ تیز
ہوا ہے موج سے ملاح جس کا گرم ستیز

واقعی۔ شیشے پر سفینہ ہمیشہ دوڑتا ہے۔ صاحب رنگ مہب کشتی دوڑا کے کرتب دکھاتے ہیں تو شیشے پر دکھاتے ہیں۔

(کاتب کی غلطی ہے۔ غالباً سفینہ رواں تھا۔ پنچ)

سبک روی میں ہے مثل نگاہ یہ کشتی
نکل کے حلقۂ حد نظر سے دور گئی
جہاز زندگی آدمی رواں ہے یونہی
ابد کے بحر میں پیدا یونہی فنا ہے یونہی

سنتے تھے کہ حضرت علامہ فارسی میں بہت دخل رکھتے ہیں۔ دو چار پر لہ تانے ساز تانے سرود کے تصنیف کرتے ہیں مگر ماشاءاللہ نام بڑا اور درشن تھوڑے۔ بھلا پوچھیے جہاز بمعنی کشتی فارسی ہے جو آپ نے ابلاغات کا ظلمت؟ کے پیٹ سے ہیں فکر کی طرح نکالا۔ [illegible] مولفہ ہے۔ عربی میں جہاز سامان کو کہتے ہیں اسی کو بجہالت اہل جہیز کہتے ہیں جو دولہن کو دیا جاتا ہے۔

اگلے فارسی شعرا کے کلام میں کہیں جہاز بمعنی کشتی نہیں ہے۔ کلکتے اور بمبئی کے ایرانی تاجروں نے ہندیوں سے سن کے اگر جہاز کو کشتی کی جگہ دیا ہو تو ہوا کرے ہم ذمہ دار نہیں۔

آخری شعر ہے سے

شکست سے یہ کبھی آشنا نہیں ہوتا
نظر سے چھپتا ہے لیکن فنا نہیں ہوتا

یہ حال مرنے والوں کو معلوم ہوگا۔ ہم بفضلہ ابھی زندہ ہیں۔

سوال! اتفاق کی بات ہے کہ [illegible]

تک گئی اور آپ کے ابتدائی نمبروں سے بھی نیرنگ نہ بھولی وہ ختم ہی ہو گیا تھا۔ حال کے ایک کمال ایک عجیب صنعت ہے کہتے ہیں جسے سہرا کہنا چاہیے جن جیسی کام سے واقف نہیں وہی اختیار کر لیتے ہیں۔ خدا حافظ۔

ادارۃ الشعرا

شراب کہنہ بجام نو

بظاہر ایک سائل نامہ ہے مگر حقیقت نہایت ضروری بھی ہے۔ سال گزشتہ کے اہم واقعات کے شائع ہونے کا حال کہ بالکل سر پر پیش گرمی آسمان باعث نہیں۔ اس کی تیاری میں دیر ہو گئی [illegible] پیش ہاتھ کئے اور بھرتی کے مضامین بھر دینے سے پرچہ نہ نکالنا بہتر ہے کام کی باتیں ہوں اور ان میں سچی ظرافت ہو یہی ہمارا فرض ہے۔ دیر کوئی ہیبت ہو گئی نہیں حساب میں لیجیے۔

چار مہینے گرمی کی وجہ سے پرچہ نا وقت شائع ہوا کیے ان۔ برسات میں دل کو نیند آتی ہے راتوں کو مچھر اور کیڑے کوڑے ستاتے ہیں لکھنے نہیں دیتے؟ کیجیے ان۔ چار مہینے یوں گزر گئے۔ سردی آگئی جاڑے۔ دن چھوٹا۔ رات کو انگلیاں لحاف سے باہر نکالنا پسند نہیں کرتیں کام ہو تو کیونکر ہو؟ کیجئے ان۔ بخیر شائع ہوا اب امید خدا سے معقول فروری سے امید ہے کہ پرچہ وقت پر شائع ہو۔ دو ہفتے اور صبر کیجیے۔

المختصرات

لاہور کے ستم پیشہ [illegible] بسبب شہرت عام [illegible] ایک امریکن لیڈی مس [illegible] کی ہم وطن [illegible] بیچاری سی ہے نادان۔ یہاں [illegible] میں گیت گا کے جاتے ہیں سے

کیا نادان جانے پینڈی والے [illegible]
نجم ہے نادان۔

مگر اس نجم بھی نادانوں میں [illegible] ساری آدھا [illegible] جاتیں۔ مسٹر [illegible] کی [illegible] ساری [illegible] کے ساتھ ساری [illegible] کو [illegible] امریکہ میں کوئی [illegible] نہیں یہ